

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری بیٹی کو اس کے خاوند نے عرصہ چھ سال سے چھوڑ رکھا ہے۔ ہم نے صلح کئے بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے، بلکہ اس کا کہنا ہے میں نہ تو اسے گھر لانا چاہتا ہوں اور نہ ہی قیامت تک اسے آزاد کروں گا، ایسے حالات میں مجھے میری بیٹی کے متعلق شرعی فتویٰ دیا جائے تاکہ میں اسے کہیں آباد کر سکوں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

بیوی کے ساتھ ایسا سلوک کرنا کہ وہ عملاً بے شوہر ہو کر رہ جائے ایسی بیوی کو ”معلقہ“ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ان کے ساتھ جملے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔“ [النساء: ۱۹]

[نیز فرمان الہی ہے کہ ”تم اپنی بیویوں کو محض ستانے کی خاطر مت روکے رکھو یہ تمہاری زیادتی ہے جو ایسا کرے گا وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے۔“] [۲/الممتحنہ: ۲۳۱]

ان آیات کے پیش نظر خاوند بہت ظلم اور زیادتی کا ارتکاب کر رہا ہے، چلیے تو یہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنا اور اس کے نان و نفقہ اور دیگر اخراجات کی ذمہ داری اٹھاتا یا اسے طلاق دے کر آزاد کر دیتا تاکہ وہ باعزت طور پر باقی ماندہ زندگی بسر کر سکے لیکن خاوند کسی صورت راضی نہیں ہے بلکہ اپنی بیوی کو معلقہ بنا کر چھوڑنا چاہتا ہے جو صریح زیادتی ہے چونکہ یہ صورت حال لڑکی کے لئے ناقابل برداشت ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی پر تنگی کو روانہ رکھا اور نہ ہی کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے، لہذا ایسے حالات میں بیوی کو فسخ نکاح کا حق ہے لیکن جدائی کا معاملہ نکاح سے زیادہ نازک ہے۔ جب نکاح سر پرست کے بغیر وہ خود بخود نہیں کر سکتی تو جدائی اپنے آپ کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ عدالت کی طرف رجوع کرے، یونین کونسل اور پنچانت کے ذریعہ بھی اس مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔ صرف اس فتویٰ کو بنیاد بنا کر علیحدگی اختیار کرنا، پھر آگے نکاح کر دینا کسی صورت درست نہیں ہے۔ مفتی کا کام کسی کے لئے اس کے حق کو ثابت کرنا ہے حق دلوانا عدالت کا کام ہے۔ بلاشبہ فسخ نکاح ایسے حالات میں لڑکی کا حق ہے لیکن اسے حق عدالت یا پنچانت کے ذریعے ہی مل سکتا ہے، لہذا ضروری ہے کہ علیحدگی اختیار کرنے کے لئے دونوں میں کسی کو لایا جائے۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2 صفحہ: 333